



اسلام اور سیاست

مفتی منیب الرحمن

ہمارے فلاسفہ نے سیاست کو تین شعبوں میں تقسیم کیا: ایک تہذیب نفس، دوسرا تدبیر منزل اور تیسرا تدبیر نظم اجتماعی۔ دینی اور دنیاوی اعتبار سے فرد کا اپنے حق میں مفید باتوں کا انتظام کرنا اور نقصان دہ باتوں سے بچنا تہذیب نفس ہے۔ تدبیر منزل سے مراد اپنی کفالت و نگرانی میں جو خاندان کے افراد ہیں، اُن کے دینی اور دنیاوی امور کی اصلاح کرنا اور مضرت سے بچانا ہے، اسی کو احادیث مبارکہ میں ان کلمات میں بیان فرمایا ہے:

(1) حضرت سلمان اپنے دینی بھائی حضرت ابودرداء کے پاس گئے، تو انہوں نے (اُن کی بیوی) اُمّ ورداء کو پرانگندہ حال دیکھا، انہوں نے اُن سے پوچھا: تم نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے، انہوں نے کہا: تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی غرض ہی نہیں ہے، پھر ابودرداء آئے: اُن کے لیے کھانا تیار کیا گیا، ابودرداء نے کہا: آپ کھائیں میں روزے سے ہوں، حضرت سلمان نے کہا: جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا، سو (مہمان کا دل رکھنے کے لیے) انہوں نے کھایا۔ پھر جب رات آئی تو ابودرداء نوافل میں کھڑے ہونے لگے، حضرت سلمان نے کہا: سو جاؤ، پھر وہ سو گئے، کچھ دیر بعد وہ پھر نوافل کے لیے کھڑے ہوئے تو سلمان نے کہا: سو جاؤ، پھر جب رات کا پچھلا پہر آیا تو حضرت سلمان نے کہا: اب اٹھ جاؤ۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر دونوں نے نماز پڑھی، پھر اُن سے حضرت سلمان نے کہا: بے شک تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، پس ہر حق دار کو اُس کا حق دو۔ پھر (صبح) حضرت ابودرداء نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور رات کا ماجرا (شکایت کے طور پر) بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا ہے، (صحیح البخاری: 6139)۔

(2) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو نوافل میں قیام کرتے ہو، میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، کبھی نفلی روزہ رکھ لیا کرو اور کبھی چھوڑ دیا کرو، (رات کو کچھ دیر کے لیے) نوافل پڑھ لیا کرو اور (کچھ دیر کے لیے) سو جایا کرو، کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، (صحیح البخاری: 5199)۔

(3) حضرت عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اُس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم وقت سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ملازم اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، یہ باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اور آدمی اپنے باپ

کے گھر کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، پس ہر ایک (کسی نہ کسی درجے میں) نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، (صحیح البخاری: 2409)۔“

اس کے بعد ملک یا ریاست کے نظم اجتماعی کی تدبیر و اصلاح کا شعبہ ہے، جو انبیائے کرام علیہم السلام انجام دیتے تھے۔ نظم اجتماعی کا کام یہ ہے کہ ملک کا دفاع ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جائے جو انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہو۔ اس میں قرآن و سنت اور اُن سے مستنبط احکام شرعیہ کا نفاذ، زندگی کے تمام شعبوں میں عدل اجتماعی کا قیام، مسلمانوں کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے حالات کو سازگار بنانا، مظلوموں کو اُن کا حق دلانا، ظالموں کے ظلم کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ کور و کنا، امیر و غریب کی تمیز کے بغیر تعلیم و ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنا، ہر قسم کے استحصال کا خاتمہ، بنیادی ضرورتوں اور حاجات کی فراہمی الغرض تمام امور شامل ہیں۔ اس کے لیے حاکم وقت میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے، وہ یہ ہیں: صاحب علم اور صاحب عزیمت و استقامت ہونا، جیسا کہ حضرت طالوت کے حوالے سے قرآن کریم میں ہے: ”اور اُن سے اُن کے نبی نے کہا: بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے، وہ بولے: بھلا اُس کی بادشاہت ہم پر کیسے ہو سکتی ہے، جبکہ ہم اُس سے زیادہ بادشاہت کے حق دار ہیں اور اُسے تو مال کی وسعت بھی نہیں دی گئی، (اُن کے نبی نے) کہا: بے شک اللہ نے اُس کو تمہارے لیے منتخب فرمایا ہے اور اس کو علم اور جسم میں زیادہ کشادگی عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے چاہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے، (البقرہ: 247)۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرات داؤد و سلیمان علیہما السلام کو بادشاہت عطا کی تو اُن کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”ہم نے دونوں کو قوت فیصلہ اور علم عطا فرمایا تھا، (الانبیاء: 79)۔“ اسی طرح حاکم کو قومی امانتوں کی حفاظت کا اہل اور صاحب علم ہونا چاہیے تاکہ اُسے پتا ہو کہ کس سے لینا ہے اور کس کو دینا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے حاکم مصر سے فرمایا: ”مجھے زمین کے خزانوں کا نگران بنادیتے (کیونکہ) میں حفاظت کرنے کا اہل اور علم والا ہوں، (یوسف: 55)۔“ حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک صاحبزادی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا: ”اے ابا جان! اِن کو اجرت پر رکھ لیجیے، بے شک آپ جس کو اجرت پر رکھیں گے، اُن میں سے بہترین وہی ہے جو طاقت و راہِ امانت دار ہو، (القصص: 26)۔“

(1) ”حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست (نظم اجتماعی کی تدبیر) انبیائے کرام فرماتے تھے، جب کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اُس کی جگہ لیتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، عنقریب خلفاء ہوں گے، (صحیح البخاری: 3455)۔“ اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح امت اور نظم اجتماعی کی تطہیر اور تدبیر شعار نبوت ہے، حدیث پاک میں ہے:

(2) ”حضرت ابو ذر بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مجھے (کسی علاقے کا) حاکم کیوں نہیں بنا لیتے، تو رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو ذر! بے شک تم کمزور ہو اور امارت ایک امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی (کا باعث) ہوگی، سوائے اس کے کہ جو اس کا حق ادا کرے اور اس کی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرے، (صحیح مسلم: 1825)۔“

یہ سطور ہم نے اس لیے لکھی ہیں کہ قوم کو ایک بار پھر ملک کے حالات کو بہتر لوگوں کے سپرد کرنے کا موقع مل رہا ہے، تو انہیں فیصلہ



کرتے وقت مندرجہ بالا خصوصیات پیش نظر رکھنی چاہئیں، ورنہ بعد میں پچھتانا بے سود ہے۔

علامہ خادم حسین رضوی کی قیادت میں تحریک لبیک نے سیاست میں اپنا وجود منوایا ہے، انہوں نے ملک بھر میں تقریباً پانچ سو ستر نمائندے کھڑے کیے ہیں۔ میڈیا کے جانبدارانہ رویے کے باوجود وہ اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لوگ حیران ہیں کہ یہ اچانک ہلچل کیسے مچ گئی۔ میرا تجزیہ یہ ہے کہ اس کی سب سے بڑی وجہ اہلسنت کا احساس محرومی ہے اور یہ 1986 میں ایم کیو ایم کی اٹھان سے ملتی جلتی صورت حال ہے۔ اہلسنت 1988 سے حکومت کے نظم اجتماعی سے مکمل طور پر باہر ہیں، نہ انہیں حقوق مل رہے ہیں اور نہ کہیں ان کی شنوائی ہوتی ہے۔ کوئی حقیقت حال جاننا چاہے تو صرف اسلام آباد کی مساجد و مدارس کے لیے الاٹ شدہ یا قبضہ کیے گئے پلاٹوں کا سروے کر لے، خود اندازہ ہو جائے گا، پس جذباتی لوگوں نے اپنی امیدیں ان سے وابستہ کر لی ہیں۔ تینوں سرومز پر مشتمل دفاعی اداروں، ڈی ایچ ایز اور آرمی ہاؤسنگ اسکیم کے مذہبی اور تعلیمی شعبوں میں پاکستان کی غالب اکثریت ہونے کے باوجود اہلسنت آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ یہ سلسلہ ستر کے عشرے سے چلا آ رہا ہے، میں اس کے بارے میں جنرل پرویز مشرف سے لے کر اب تک سب ذمے داران کو آگاہ کرتا رہا ہوں، لیکن شنوائی نہیں ہوتی، کیونکہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانے سے سلیکشن میں دوسرے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسرے مسالک کے علماء یہاں تک کہ ایم ایم اے کے دور حکومت میں، میں نے مولانا فضل الرحمن سے بھی کہا تھا کہ آپ کا حصہ بڑا سہی، لیکن اہلسنت کی اشک شونی کا بھی انتظام ہونا چاہیے، مگر انہوں نے اسے مذاق میں اڑا دیا۔

مختلف مسالک کے کئی مذہبی رہنماؤں نے نجی طور پر مجھ سے کہا: ”حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کے حوالے سے جب آزمائش کا مرحلہ آیا، تو میدان میں لوگوں کو خادم حسین رضوی ہی نظر آئے۔“ برملا نہ سہی، دل میں سب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ تحریک کے لوگوں کو جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے فیصلے کے بعد اندازا ہوا ہے کہ اس میں سب بڑی جماعتیں اور پوری پارلیمنٹ ذمے دار ہے، میں شواہد کے ساتھ روز اول سے یہی بات لکھتا آیا ہوں، لیکن اس وقت اس پر توجہ نہیں دی گئی۔

علامہ خادم حسین رضوی نے مختلف مقامات پر بڑے بڑے اجتماعات بھی منعقد کیے ہیں، ان کی یہ محنت انتخابی نتائج کی صورت میں منعکس ہوتی ہے یا نہیں، یہ اللہ کے علم میں ہے۔ لیکن اگر وہ جذبات سے معمور اس انسانی اثاثے کو قومی انتخابات کے بعد بھی اپنے ساتھ بدستور جوڑے رہے، تو مستقبل میں یہ ایک بڑی سیاسی قوت کی صورت میں نمودار ہو سکتے ہیں۔ بہت سے اصحاب فکر و نظر 25 جولائی کو منعقد ہونے والے قومی انتخابات کے مابعد کے منظر (Post Scenario) کے حوالے سے انتہائی تشکر ہیں، کیونکہ فی الواقع انتخابات شفاف اور منصفانہ ہوتے ہیں یا نہیں، یہ تو وقت آنے پر معلوم ہوگا، لیکن قبل از انتخابات (Pre Poll) تاثر اچھا نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ بہت سے ذمے دار حلقوں کو یہ بات ناگوار گزرے، مگر نوشیہ دیوار کی طرف بروقت متوجہ کرنا ہی بہتر ہے، بعد میں واویلا کرنا بے سود ہوتا ہے۔ الیکشن صرف عوامی مقبولیت کا نام نہیں ہے، یہ ایک مینجمنٹ سائنس ہے، اس میں وہی جیتتا ہے جو چوکنا اور چوکس ہو اور اس کے پولنگ ایجنٹ ایک پل کے لیے بھی غفلت کا ارتکاب نہ کریں۔ بعض لوگوں کے نزدیک صرف پولنگ کے دن حلقے کے اعتبار سے بیس لاکھ تا ایک کروڑ روپے درکار ہوتے ہیں، یعنی یہ باوسائل لوگوں کا کھیل ہے۔

(روزنامہ دنیا، 23 جولائی 2018ء)